واقعاتِ شیریں

بیان فرمودہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

واقعاتِ شیریں

بیان فرمودہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

بانی سلسلہ احمدیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

محترم مولانا نسیم سیفی صاحب وکیل التعلیم تحریک جدید و
ایڈیٹر ماہنامہ تحریک جدید ربوہ

عزیزم مکرم مرزا خلیل احمد قمر ہمارے سلسلہ کے ایک ذہین نوجوان ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے فضل وکرم سے تالیف وتصنیف کا خاص ملکہ عطا فرمایا ہے۔ اور وہ اپنے اس ملکہ کو صحیح خطوط پر کام میں لا کر سلسلہ کی قابلِ قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

زیرِ نظر کتابچہ میں مکرم قمر صاحب نے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے روحانی خزائن میں سے واقعات جمع کر کے احباب کی خدمت میں پیش کیے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ کتابچہ ہر احمدی تک پہنچے اور مکرم قمر صاحب اس سلسلہ کو جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بیش از پیش توفیق عطا فرمائے اور ان کی اس خدمت کو اپنے فضلوں سے قبول فرمائے۔ آمین

نسیم سیفی

۱۶/۱/۸۷

نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجا لاؤ

"تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ ایک شخص چاہتا تھا کہ وہ لوگوں کی نظر میں بڑا قابلِ اعتماد بنے اور لوگ اسے نمازی اور روزہ دار اور بڑا پاکباز کہیں اور اسی نیت سے وہ نماز لوگوں کے سامنے پڑھتا اور نیکی کے کام کرتا تھا مگر وہ جس گلی میں جاتا اور جدھر اس کا گزر ہوتا تھا لوگ اسے کہتے تھے کہ یہ دیکھو کہ یہ شخص بڑا ریاکار ہے اور اپنے آپ کو لوگوں میں نیک مشہور کرنا چاہتا ہے۔ پھر آخر کار اس کے دل میں ایک دن خیال آیا کہ میں کیوں اپنی عاقبت کو برباد کرتا ہوں خدا جانے کس دن مر جاؤں گا کیوں اس لعنت کو اپنے لیے تیار کر رہا ہوں میں نے خدا کی نماز ایک دفعہ بھی نہ پڑھی۔ اس نے صاف دل ہو کر پورے صدق وصفا اور سچے دل سے توبہ کی اور اس وقت سے نیت کر لی کہ میں سارے نیک اعمال لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کیا کروں گا اور کبھی کسی کے سامنے نہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے ایسا کرنا شروع کر دیا اور

یہ پاک تبدیلی اس میں بھر گئی ۔ نہ صرف زبان تک ہی محدود رہی ۔ پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو بظاہر ایسا بنا لیا ۔ کہ تارکِ صوم و صلوٰۃ ہے اور گندہ اور خراب آدمی ہے مگر اندرونی طور پر پوشیدہ اور نیک اعمال بجا لاتا تھا ۔ پھر وہ جدھر جاتا اور جدھر اسکا گزر ہوتا تھا لوگ اور لڑکے اسے کہتے تھے کہ دیکھو یہ شخص بڑا نیک اور پارسا ہے یہ خدا کا پیارا اور اس کا برگزیدہ ہے ۔

غرض اس سے یہ ہے کہ قبولیت اصل میں آسمان سے نازل ہوتی ہے اولیاء اور نیک لوگوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ اپنے اعمال کو پوشیدہ رکھا کرتے ہیں وہ اپنے صدق وصفا کو دوسروں پر ظاہر کرنا عیب جانتے ہیں ۔ ہاں بعض ضروری امور کو جن کی اجازت شریعت نے دی ہے یا دوسروں کو تعلیم کے لیے اظہار بھی کیا کرتے ہیں ۔"

(ملفوظات جلد پنجم صہ ۲۴۹-۲۵۰)

مصائب و شدائد

" ایک مجلس میں بایزیدؒ وعظ فرما رہے تھے ۔ وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا اس کو آپ سے اندرونی بغض تھا ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے ۔ جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسمٰعیلؑ کو لے لیا

کیونکہ وہ لوگ عیش وعشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوتے ہیں

وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (سورۃ آل عمران: ۱۴۱)

اور یہ دن ایسے ہیں کہ ہم انہیں لوگوں کے درمیان نوبت بہ نوبت پھراتے رہتے ہیں ۔ سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے ۔ کہاں سے ایسا صاحبِ خوارق آگیا کہ لوگ اس کی طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے ۔ یہ باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت بایزید پر ظاہر کیں تو انہوں نے ایک قصہ کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لیمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا تیل اور پانی میں بحث ہوئی ۔ پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کیلئے استعمال کیا جاتا ہوں ۔ لیکن نیچے ہوں ۔ اس کا باعث کیا ہے ؟ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں ۔ تو نے وہ کہاں جھیلی ہیں ۔ جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی ۔ ایک زمانہ تھا ۔ جب میں بویا گیا زمین میں مخفی رہا ۔ خاکسار ہوا پھر خدا کے ارادہ سے بڑھا بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا ۔ پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا کولہو میں پیسا گیا ۔ پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی کیا ان مصائب کے بعد بھی میں بلندی حاصل نہ کرتا ؟ یہ ایک مثال ہے کہ اہل اللہ مصائب کے بعد درجات پاتے ہیں ۔"

(ملفوظات جلد اوّل صہ ۲۵-۲۶)

نیکی کا اجر ضائع نہیں ہوتا

"مجھے یاد آیا تذکرۃ الاولیاء میں مَیں نے پڑھا تھا۔ کہ ایک آتش پرست بڈھا نوّے برس کی عمر کا تھا۔ اتفاقاً بارش کی جھڑی جو لگ گئی تو وہ اس جھڑی میں کوٹھے پر چڑیوں کیلئے دانے ڈال رہا تھا۔ کسی بزرگ نے پاس سے کہا کہ ارے بڈھے تو کیا کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ بھائی چھ سات روز متواتر بارش ہوتی رہی چڑیوں کو دانہ ڈالتا ہوں۔ اس نے کہا کہ تو عبث حرکت کرتا ہے تو کافر ہے تجھے اجر کہاں۔ بوڑھے نے جواب دیا مجھے اس کا اجر ضرور ملے گا۔

بزرگ صاف فرماتے ہیں کہ میں حج کو گیا تو دور سے کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بڈھا طواف کر رہا ہے۔ اس کو دیکھ کر مجھے تعجب ہوا اور جب میں آگے بڑھا تو پہلے وہی بولا کہ میرا دانے ڈالنا ضائع گیا یا ان کا عوض ملا؟ اب خیال کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کافر کی نیکی کا اجر بھی ضائع نہیں کیا تو کیا مسلمان کی نیکی کا اجر ضائع کر دیگا"

(ملفوظات جلد اوّل ص۴۷)

ایک بزرگ کی دعوت

"متقی ترکِ شر کا مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے اور محسن افاضۂ خیر کو

چاہتا ہے میں نے اس کے متعلق ایک حکایت پڑھی ہے کہ

ایک بزرگ نے کسی کی دعوت کی اور اپنی طرف سے مہمان نوازی کا پورا اہتمام کیا اور حق ادا کیا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو بزرگ نے کہا کہ میں آپ کے لائق خدمت نہیں کر سکا۔ مہمان نے کہا آپ نے مجھ پر کوئی احسان نہیں کیا بلکہ میں نے احسان کیا ہے کیونکہ جس وقت تم مصروف تھے میں تمہاری املاک کو آگ لگا دیتا تو کیا ہوتا"

(ملفوظات جلد اوّل ص۱۷۹)

تین حج

"مجھے ..... ایک نقل یاد آئی ہے کہ ایک بزرگ کی کسی دنیا دار نے دعوت کی جب وہ بزرگ کھانا کھانے کے لیے تشریف لے گئے تو اس متکبر دنیادار نے اپنے نوکر کو کہا کہ فلاں تھال لانا جو ہم پہلے حج میں لائے تھے اور پھر کہا دوسرا تھال بھی لانا جو ہم دوسرے حج میں لائے تھے۔ اور پھر کہا کہ تیسرے حج والا بھی لیتے آنا۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تُو تو بہت ہی قابلِ رحم ہے ان تینوں فقروں میں تو نے اپنے تین ہی حجوں کا ستیاناس کر دیا۔ تیرا مطلب اس سے صرف یہ تھا کہ تو اس امر کا اظہار کرے کہ تو نے تین حج کیے ہیں اس لیے خدا نے تعلیم دی ہے کہ زبان کو سنبھال کر رکھا جائے اور بے معنی

بے ہودہ بے موقع باتوں سے احتراز کیا جائے "

(ملفوظات جلد اوّل صد ۴۲۲)

امام ابوحنیفہؒ کا عمل

حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پاس ایک شخص آیا کہ ہم ایک مسجد بنانے لگے ہیں آپ بھی اس میں کچھ چندہ دیں ۔ انہوں نے عذر کیا کہ میں اس میں کچھ دے نہیں سکتا حالانکہ وہ چاہتے تو بہت کچھ دیدیتے ۔ اس شخص نے کہا کہ ہم آپ سے بہت نہیں مانگتے صرف تبرکاً کچھ دے دیجئے آخر انہوں نے ایک دونّی کے قریب سکہ دیا ۔ شام کے وقت وہ شخص دونّی لے کر واپس آیا اور کہنے لگا کہ حضرت یہ تو کھوٹی نکلی ہے وہ بہت ہی خوش ہوئے اور فرمایا خوب ہوا دراصل میرا جی نہیں چاہتا تھا کہ میں کچھ دوں مسجدیں بہت ہیں اور مجھے اس میں اسراف معلوم ہوتا ہے "

(ملفوظات جلد دوم صد ۲۹۹)

قناعت

" کہتے ہیں کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا راستہ میں

ایک فقیر بیٹھا تھا جس نے بمشکل اپنا ستر ہی ڈھانکا ہوا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ سائیں جی کیا حال ہے ۔ فقیر نے اسے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہو گئی ہوں اس کا حال کیسا ہوتا ہے ؟ اسے تعجب ہوا کہ تمہاری ساری مرادیں کس طرح حاصل ہو گئی ہیں ۔ فقیر نے کہا جب ساری مرادیں ترک کر دیں تو گویا سب حاصل ہو گئیں ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ سب حاصل کرنا چاہتا ہے تو تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن جب قناعت کرکے سب کچھ چھوڑ دے تو گویا سب کچھ ملتا ہوتا ہے ۔ نجات اور مکتی یہی ہے "

(ملفوظات جلد سوم صد ۴۲۲)

چالیس چراغ

" ایک قصہ مشہور ہے ایک بزرگ نے دعوت کی اور اس نے چالیس چراغ روشن کیے ۔ بعض آدمیوں نے کہا اس قدر اسراف نہیں چاہیئے ۔ اس نے کہا جو چراغ میں نے ریاء کاری سے روشن کیا ہے اسے بجھا دو ۔ کوشش کی گئی ایک بھی نہ بجھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ہی فعل ہوتا ہے اور دو آدمی اس کو کرتے ہیں ایک اس فعل کو کرنے میں مرتکب معاصی کا ہوتا ہے اور دوسرا ثواب کا اور یہ فرق نیتوں کے اختلاف سے پیدا ہوجاتا ہے "

(ملفوظات جلد چہارم صد ۴۷)

نیکی کی کشش

" انسان کے اندر نیکی اور بدی کی ایک کشش ہے۔ آدمی نیکی کرتا ہے مگر نہیں سمجھ سکتا کہ کیوں نیکی کرتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص بدی کی طرف جاتا ہے لیکن اگر اس سے پوچھا جاوے تو کدھر جاتا ہے تو وہ نہیں بتا سکتا۔ مثنوی رومی میں ایک حکایت اس کشش پر لکھی ہے کہ ایک فاسق آقا کا ایک نیک غلام تھا۔ صبح کو جو مالک نوکر کو لے کر بازار سودا خریدنے کو نکلا تو راستہ میں اذان کی آواز سن کر نوکر اجازت لے کر مسجد میں نماز کو گیا اور وہاں جو اسے ذوق اور لذت پیدا ہوا تو بعد نماز ذکر میں مشغول ہو گیا آخر آقا نے انتظار کرکے اس کو آواز دی اور کہا کہ تجھے اندر کس نے پکڑ لیا۔ نوکر نے کہا کہ جس نے تجھے اندر آنے سے باہر پکڑ لیا غرض ایک کشش لگی ہوئی ہے اسی کی طرف خدا نے اشارہ فرمایا ہے كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ " (بنی اسرائیل: ۸۵) ہر ایک فریق اپنے اپنے طریق پر عمل کر رہا ہے (ملفوظات جلد۲ صـ۱۴۱)

ایک مومن کی وفات

" میں یہ یقین جانتا ہوں کہ جس کو دل سے خدا تعالیٰ سے تعلق

ہے اسے وہ رسوائی کی موت نہیں دیتا۔ ایک بزرگ کا قصہ کتب میں لکھا ہے کہ ان کی بڑی دعا تھی کہ وہ طوس کے مقام میں فوت ہوں۔ ایک کشف میں بھی انہوں نے دیکھا کہ میں طوس میں ہی مروں گا۔ پھر وہ کسی دوسرے مقام میں سخت بیمار ہوئے اور زندگی کی کوئی اُمید نہ رہی تو اپنے شاگردوں کو وصیت کی کہ اگر میں مر گیا تو مجھے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ انہوں نے وجہ پوچھی تو بتلایا کہ میری بڑی دعا تھی کہ میں طوس میں مروں مگر اب پتہ لگتا ہے کہ وہ قبول نہیں ہوئی۔ اس لیے میں مسلمانوں کو دھوکا نہیں دینا چاہتا۔ اس کے بعد وہ رفتہ رفتہ اچھے ہو گئے اور پھر طوس گئے وہاں بیمار ہو کر مرے اور وہیں دفن ہوئے۔ اس طرح مومن بننا چاہیئے۔ مومن ہو تو خدا رسوائی کی موت نہیں دیتا"

(ملفوظات جلد چہارم صـ۱۵۳)

نیت

" ایک کتاب میں لکھا ہے کہ جنید بغدادی علیہ الرحمۃ کو ایک دفعہ خیال آیا کہ سفر کو جانا چاہیئے پھر سوچا کس واسطے جاؤں تو سمجھ میں نہ آیا کہ کس ارادہ اور نیت سے جانا چاہتے ہیں اس لیے پھر ارادہ ترک کیا حتیٰ کہ سفر کا خیال غالب آیا اور آپ جب اسے مغلوب

نہ کر سکے تو اس کو ایک تحریک الٰہی خیال کر کے نکل پڑے اور ایک طرف کو چلے ۔ آگے جا کر دیکھتے ہیں کہ ایک درخت کے تلے ایک شخص بے دست و پا پڑا ہے اس نے ان کو دیکھتے ہی کہا کہ اے جنید میں کتنی دیر سے تمہارا منتظر ہوں تو دیر لگا کر کیوں آیا تب آپ نے کہا کہ اصل میں تیری ہی کشش تھی جو مجھے بار بار مجبور کرتی تھی اسی طرح ہر ایک امر میں ایک کشش قضاء و قدر میں مقدّر ہوتی ہے وہ پوری نہ ہو تو آرام نہیں آتا ..... سفر کریں تو دین کی نیت سے کریں"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۰۶-۳۰۷)

شیطان کے حملوں سے ہوشیار رہو

" چنانچہ ایک ولی اللہ کا تذکرہ لکھا ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کا آخری کلمہ یہ تھا کہ ابھی نہیں ابھی نہیں ۔ اُن کا مرید یہ کلمہ سن کر سخت متعجب ہوا ۔ اور رات دن رو رو کر دعائیں مانگنے لگا کہ یہ کیا معاملہ ہے ۔ ایک دن خواب میں ان سے ملاقات ہو گئی ۔ دریافت کیا کہ یہ آخری لفظ کیا تھا اور آپ نے کیوں کہا تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ شیطان چونکہ موت کے وقت پر ایک انسان پر حملہ کرتا ہے کہ اس کا نورِ ایمان آخیر وقت پر چھین لے اس لیے وہ حسب معمول وہ میرے پاس بھی آیا اور مجھے مرتد کرنا چاہا اور میں نے جب

اس کا کوئی وار چلنے نہیں دیا تو مجھے کہنے لگا کہ تو میرے ہاتھ سے بچ نکلا اس لیے میں نے کہا ابھی نہیں ابھی نہیں ۔ یعنی جب تک میں مر نہ جاؤں مجھے تجھ سے اطمینان حاصل نہیں "

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ ۳۰۶)

ایک ذرا سی بات

" تکبّر اور شرارت بری بات ہے ۔ ایک ذرا سی بات سے ستّر برس کے عمل ضائع ہو جاتے ہیں ۔ لکھا ہے کہ ایک شخص عابد تھا وہ پہاڑ پر رہا کرتا تھا اور مدّت سے وہاں بارش نہ ہوئی تھی ۔ ایک روز بارش ہوئی تو پتھروں اور روڑیوں پر بھی ہوئی تو اس کے دل میں اعتراض پیدا ہوا کہ ضرورت تو بارش کی کھیتوں اور باغات کے واسطے ہے یہ کیا بات ہے کہ پتھروں پر ہوئی یہی بارش کھیتوں پر ہوتی تو کیا اچھا ہوتا ۔ اس پر خدا تعالیٰ نے اس کا سارا ولی پن چھین لیا ۔ آخر وہ بہت ساغمگین ہوا اور کسی اور بزرگ سے استمداد کی تو آخر اس کا پیغام آیا کہ تو نے اعتراض کیوں کیا تھا ۔ تیری اس خطا پر عتاب ہوا ہے ۔ اس نے کسی سے کہا کہ ایسا کر کہ میری ٹانگ میں رسہ ڈال کر پتھروں پر گھسیٹتا پھر ۔ اس نے ایسا کیوں کروں؟ اس عابد نے کہا کہ جس طرح میں کہتا ہوں اسی طرح کر ۔ آخر اس نے ایسا ہی

کیا یہاں تک کہ اس کی دونوں ٹانگیں پتھروں پر گھسیٹنے سے چھل گئیں تب خدا نے فرمایا کہ اب بس کر اب معاف کردیا...... انسان کو چاہیئے کہ کبھی خدا تعالیٰ پر اعتراض نہ کرے"

(ملفوظات جلد ششم صـ۵۷)

عاجزی انکساری

"جو لوگ اپنے ربّ کے آگے انکسار سے دعا کرتے رہتے ہیں کہ شاید کوئی عاجزی منظور ہو جاوے تو ان کا اللہ تعالیٰ خود مددگار ہو جاتا ہے۔ کوئی شخص عابد بہت دعا کرتا تھا کہ یا اللہ تعالیٰ مجھ کو گناہوں سے آزادی دے اس نے بہت دعا کرنے کے بعد سوچا کہ سب سے زیادہ عاجزی کیونکر ہو۔ معلوم ہوا کہ کتے سے زیادہ عاجز کوئی نہیں تو اس نے اس کی آواز سے رونا شروع کیا کسی اور شخص نے سمجھا کہ مسجد میں کتا آگیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی میرا برتن پلید کر دیوے تو اس نے آکر دیکھا تو عابد ہی تھا۔ کتا کہیں نہ دیکھا۔ آخر اس نے پوچھا کہ یہاں کتا رو رہا تھا اس نے کہا کہ میں ہی کتا ہوں پھر پوچھا کہ تم ایسے کیوں رو رہے تھے؟ کہا خدا تعالیٰ کو عاجزی پسند ہے اس واسطے میں نے سوچا کہ اس طرح میری عاجزی منظور ہو جاوے گی" (ملفوظات جلد ششم صـ۶۱)

پاک اور خبیث لوگ

"متقیوں کو اللہ تعالیٰ خود پاک چیزیں بہم پہنچاتا ہے اور خبیث چیزیں خبیث لوگوں کیلئے ہیں.... ایک بزرگ کی کسی بادشاہ نے دعوت کی اور بکری کا گوشت بھی پکایا اور خنزیر کا بھی۔ اور جب کھانا رکھا گیا تو عمداً سؤر کا گوشت اس بزرگ کے سامنے رکھ دیا اور بکری کا اپنے اور اپنے دوستوں کے آگے جب کھانا رکھا گیا اور کہا کہ شروع کرو تو اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ پر بذریعہ کشف اصل حال کھول دیا۔ انہوں نے کہا ٹھہرو تقسیم ٹھیک نہیں اور یہ کہہ کر اپنے آگے کی رکابیاں ان کے آگے اور ان کے آگے کی اپنے آگے رکھتے جاتے تھے اور یہ آیت پڑھتے جاتے تھے الخبیثتُ لِلخبیثینَ (نور: ۲۷) (خبیث باتیں خبیث مردوں کیلئے ہیں۔)" (ملفوظات جلد ششم صـ۴۳-۴۴)

دوست کا انتخاب

ایک کتاب میں ایک عجیب بات لکھی ہے کہ ایک شخص سڑک پر روتا چلا جا رہا تھا راستہ میں ایک ولی اللہ اس سے ملے انہوں نے پوچھا کہ تو کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرا دوست مرگیا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ تجھ کو پہلے سوچ لینا چاہیئے تھا۔ مرنے والے کے ساتھ

دوستی ہی کیوں کی ؟" (ملفوظات جلد ہفتم صـ۲۲)

غیبت کیوں کی؟

" ایک صوفی کے دو مرید تھے ایک نے شراب پی اور نالی میں بے ہوش ہو کر گرا۔ دوسرے نے صوفی سے شکایت کی۔ اس نے کہا تو بڑا بے ادب ہے کہ اس کی شکایت کرتا ہے اور جا کر اٹھا نہیں لاتا وہ اسی وقت گیا اور اسے اٹھا کر لے چلا۔ کہتے تھے کہ ایک نے تو بہت شراب پی۔ لیکن دوسرے نے کم پی کہ اسے اٹھا کر لے جا رہا ہے۔ صوفی کا مطلب یہ تھا کہ تو نے اپنے بھائی کی غیبت کیوں کی "

(ملفوظات جلد ہفتم صـ۸)

ابتلا میں کامیابی

" مثنوی میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک بزرگ کے پاس ایک دفعہ کھانے کو نہ تھا وہ بزرگ اور اس کے ساتھی سب بھوکے تھے اتنے میں ایک لڑکا حلوہ بیچتا ہوا وہاں سے آگزرا۔ اس بزرگ نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ اس سے حلوہ چھین لو چنانچہ آدمیوں نے ایسا کیا اور وہ حلوہ بزرگ نے اور اس کے ساتھیوں نے کھا لیا۔ وہ لڑکا

بہت رویا اور چلّایا آدمیوں نے سوال کیا کہ اس میں کیا حکمت تھی کہ بچہ کا حلوہ چھین لیا۔ فرمایا کہ یہی اس بچہ کی پونجی تھی وہ بہت درد کے ساتھ رویا ہے اور اس کا رونا موجب کشائش اور فتوح کا ہوا ہے جو ہماری دعائیں نہیں ہو سکتی تھیں۔ چنانچہ اس بچہ کو اس کے حق سے بہت زیادہ دیکر راضی کیا گیا۔ اسی طرح بعض ابتلا صرف اس واسطے آتے ہیں کہ انسان اس رتبہ کو جلد حاصل کر لے جو اس کے واسطے مقدر ہیں۔"

(ملفوظات جلد ہفتم صـ۳۶۳-۳۶۴)

ہنوز دلّی دور است

" مشکلات کے وقت دعا کے واسطے پورا جوش دل میں پیدا ہوتا ہے تب کوئی خارقِ عادت امر ظاہر ہوتا ہے

کہتے ہیں دہلی میں ایک بزرگ تھے۔ بادشاہِ وقت اس پر سخت ناراض ہو گیا۔ اس وقت بادشاہ کہیں باہر جاتا تھا حکم دیا کہ واپس آکر تم کو ضرور پھانسی دوں گا اور اپنے اس حکم پر قسم کھائی جب اس کی واپسی کا وقت قریب آیا تو اس بزرگ کے دوستوں اور مریدوں نے غمگین ہو کر عرض کی کہ بادشاہ کی واپسی کا وقت اب قریب آگیا ہے۔ اس نے جواب دیا ہنوز دلّی دور است۔ جب بادشاہ

ایک دو منزل پر آگیا تو انہوں نے پھر عرض کی مگر اس نے ہمیشہ
یہی جواب دیا کہ ہنوز دلی دور است۔ یہاں تک کہ بادشاہ عین
شہر کے پاس آگیا اور شہر کے اندر داخل ہونے لگا یا داخل ہوگیا
ہے۔ مگر پھر بھی اس بزرگ نے یہی جواب دیا کہ ہنوز دلی دور
است۔ اسی اثناء میں خبر آئی کہ بادشاہ دروازۂ شہر کے نیچے پہنچا
تو اوپر سے دروازہ گرا اور بادشاہ ہلاک ہوگیا معلوم ہوتا ہے کہ
اس بزرگ کو کچھ منجانب اللہ معلوم ہو چکا تھا"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۶-۳۷)

تیری خاطر

"انسان اگر خدا کو ماننے والا اور اس پر کامل یقین رکھنے والا
ہو تو کبھی ضائع نہیں کیا جاتا بلکہ اس ایک کی خاطر لاکھوں جانیں
بچائی جاتی ہیں۔ ایک شخص جو اولیاء اللہ میں سے تھے ان کا ذکر
ہے کہ وہ ایک جہاز میں سوار تھے۔ سمندر میں طوفان آگیا قریب
تھا کہ جہاز غرق ہو جاتا۔ اس کی دعا سے بچا لیا گیا اور دعا کے
وقت اس کو الہام ہوا کہ تیری خاطر ہم نے سب کو بچا لیا"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۳۸)

بادشاہ پر عتابِ الٰہی

"جیسا اثر دعا میں ہے ویسا کسی اور شئے میں نہیں ..... شیخ
نظام الدین کا ذکر ہے کہ ایک دفعہ بادشاہ کا سخت عتاب ان پر
ہوا اور حکم ہوا کہ ایک ہفتہ تک تم کو سخت سزا دی جائے گی۔
جب وہ دن آیا تو وہ ایک مرید کی ران پر سر رکھ کر سوئے ہوئے
تھے۔ اس مرید کو جب بادشاہ کے حکم کا خیال آیا تو وہ رویا اور
اس کے آنسو شیخ پر گرے جس سے شیخ بیدار ہوا اور پوچھا کہ تو
کیوں روتا ہے۔ اس نے اپنا خیال عرض کیا اور کہا کہ آج سزا کا
دن ہے۔ شیخ نے کہا کہ تم غم مت کھاؤ ہم کو کوئی سزا نہ ہوگی
میں نے ابھی خواب میں دیکھا ہے کہ ایک مارکھنڈ گائے مجھے
مارنے کے واسطے آئی ہے میں نے اس کے دونوں سینگ پکڑ کر
اس کو نیچے گرادیا ہے۔ چنانچہ اسی دن بادشاہ سخت بیمار ہوا اور
ایسا سخت بیمار ہوا کہ اس بیماری میں مرگیا۔ یہ تصرفات الٰہی ہیں
جو انسان کی سمجھ میں نہیں آتے" (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۳۷)

فقیر کی موت

"موت انہی کی اچھی ہوتی ہے جو مرنے کیلئے ہروقت آمادہ

رہتے ہیں ۔ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ عطاری کی دوکان کیا کرتے تھے ۔ ایک دن صبح ہی صبح جب آ کر انہوں نے دوکان کھولی تو ایک فقیر نے آکر سوال کیا ۔ فریدالدین نے اس سائل کو کہا کہ ابھی بوہنی نہیں کی ۔ فقیر نے ان کو کہا اگر تو ایسا ہی دنیا کے دھندوں میں مشغول ہے تو تیری جان کیسے نکلے گی ۔ فریدالدین نے اس کو جواب دیا کہ جیسے تیری نکلے گی ۔ فقیر یہ سن کر وہیں لیٹ گیا اور کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہ اور اس کے ساتھ ہی اسکی جان نکل گئی ۔ فریدالدین نے جب اس کی یہ حالت دیکھی تو بہت متاثر ہوا ۔ اسی وقت ساری دکان لٹادی اور ساری عمر یاد الٰہی میں گزار دی ۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۵)

ظاہر پہ نظر نہ کرو

ذوالنّون مصری ایک باکمال شخص تھا اور اس کی شہرت باہر دور دور تک پہنچی ہوئی تھی ۔ ایک شخص اس کے کمال کو سن کر اس کے ملنے کے واسطے گیا اور گھر پر جاکر اسے پکارا تو اسے جواب ملا کہ خدا جانے کہاں ہے کہیں بازار گیا ہوگا وہ جب بازار میں ان کی تلاش کرتا ہوا پہنچا تو وہ بازار میں معمولی طور پر سادگی سے

کچھ سودا خرید رہا تھا ۔ لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ ذوالنون ہے ۔ اس نے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ پست قامت آدمی ہے ۔ معمولی سا لباس ہے ۔ چہرہ پر کچھ وجاہت نہیں معمولی آدمیوں کی طرح بازار میں کھڑا ہے ۔ اس سے اس کا سارا اعتقاد جاتا رہا ۔ اور کہا یہ تو ہماری طرح ایک معمولی آدمی ہے ۔ ذوالنون نے اس کو کہا کہ تو کس لیے میرے پاس آیا ہے جبکہ تیرا ظاہر پر خیال ہے ۔ ذوالنون نے اس کے باقی الضمیر کو دیکھ لیا تھا اس لیے کہا کہ تیری نظر ظاہر پر ہے تجھے کچھ دکھائی نہیں دیتا ۔ ایمان تب سلامت رہتا ہے کہ باطن پر نظر رکھی جاوے ۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۲۷)

کرامت کا معیار

"میں نے تذکرۃ الاولیاء میں ایک لطیفہ دیکھا کہ ایک شخص ایک بزرگ کی نسبت بدگمانی رکھتا تھا کہ یہ مکّار ہے اور فاسق ہے ایک دن ان کے پاس آیا اور کہا کہ حضرت کوئی کرامت تو دکھاؤ فرمایا میری کرامت تو ظاہر ہے ۔ باوجودیکہ تم تمام دنیا کے معاصی مجھ میں بتاتے ہو ۔ مگر پھر دیکھتے ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے غرق نہیں کرتا ۔ لوط کی بستی تباہ ہوئی ۔ عاد و ثمود وغیرہ تباہ ہوئے مگر

مجھ پر غضب نہیں آتا کیا یہ تیرے لیے کرامت نہیں ہے "
(ملفوظات جلد ہشتم ص۳۹۵)

اللہ کی قدرت نمائی کا نمونہ

" اللہ تعالیٰ اپنی قدرت نمائی کا ایک نمونہ دکھانا چاہتا ہے... لوگوں کا خیال کسی اور طرف ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کوئی اور بات کر دکھلاتا ہے جس سے بہتوں کے واسطے صورت ابتلا پیدا ہو جاتی ہے..... لکھا ہے کہ ایک بزرگ جب فوت ہوئے تو انہوں نے کہا کہ جب تم مجھے دفن کر چکو تو وہاں ایک سبز چڑیا آئیگی جس کے سر پر وہ چڑیا بیٹھے وہی میرا خلیفہ ہوگا۔ جب وہ اس کو دفن کر چکے تو اس انتظار میں بیٹھے کہ وہ چڑیا کب آتی ہے اور کس کے سر پر بیٹھتی ہے۔ بڑے بڑے پرانے مرید جو تھے ان کے دل میں خیال گزرا کہ چڑیا ہمارے ہی سر پر بیٹھے گی۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک چڑیا ظاہر ہوئی اور وہ ایک بقّال کے سر پر آ بیٹھی جو اتفاق سے شریک جنازہ ہو گیا تھا۔ تب وہ سب حیران ہوئے لیکن اپنے مرشد کے قول کے مطابق اس کو لے گئے اور اس کو اپنے پیر کا خلیفہ بنایا "

(ملفوظات جلد ہشتم ص۴۰۷)

باپ کی نیکی کی برکت

" میرا تو اعتقاد ہے کہ اگر ایک آدمی باخدا اور سچّا متقی ہو تو اسکی سات پشت تک بھی خدا رحمت اور برکت کا ہاتھ رکھتا اور ان کی خود حفاظت فرماتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت موسیٰؑ وعظ فرما رہے تھے کسی نے پوچھا کہ آپؑ سے کوئی اور بھی علم میں زیادہ ہے تو انہوں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات ان کی پسند نہ آئی (یعنی یوں کہتے کہ خدا کے بندے بہت سے ہیں جو ایک سے ایک علم میں زیادہ ہیں اور حکم ہوا کہ تم فلاں طرف چلے جاؤ جہاں تمہاری مچھلی زندہ ہو جاوے گی وہاں تم کو ایک علم والا شخص ملے گا۔ پس جب وہ ادھر گئے تو ایک جگہ مچھلی بھول گئے۔ جب دوبارہ تلاش کرنے آئے تو معلوم ہوا کہ مچھلی وہاں نہیں ہے۔ وہاں ٹھہر گئے تو ایک ہمارے بندہ سے ملاقات ہوئی۔ اس کو موسیٰؑ نے کہا کہ کیا مجھے اجازت ہے کہ آپ کیساتھ رہ کر علم اور معرفت سیکھوں۔ اس بزرگ نے کہا کہ اجازت دیتا ہوں مگر آپ بدگمانی سے بچ نہیں سکیں گے۔ کیونکہ جس بات کی حقیقت معلوم نہیں ہوتی اور سمجھ نہیں دی جاتی تو اس پر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے کیونکہ جب دیکھا جاتا ہے کہ ایک شخص ایک موقعہ پر بے محل کام کرتا ہے تو اکثر بدظنی ہو جاتی ہے۔ پس موسیٰؑ نے کہا میں کوئی بدظنی نہیں کروں

گا اور آپ کا ساتھ دوں ۔ اس نے کہا کہ اگر تو میرے ساتھ چلے گا تو مجھ سے کسی بات کا سوال نہ کرنا پس جب چلے تو ایک دیوار دو یتیم لڑکوں کی تھی وہ گرنے والی تھی اس کے نیچے خزانہ تھا لڑکے ابھی نابالغ تھے اس دیوار کے گرنے سے اندیشہ تھا کہ خزانہ ننگا ہو کر لوگوں کے ہاتھ آجائے گا وہ لڑکے بیچارے خالی ہاتھ رہ جاویں گے تو اللہ تعالیٰ نے دو نبیوں کو اس خدمت کے واسطے مقرر فرمایا کہ اس کی مرمت کریں وہ گئے اور اس دیوار کو درست کر دیا تاکہ جب وہ جوان ہوں تو اس خزانہ کو نکال کر استعمال کریں۔ کیا وجہ تھی کہ خدا کے ایسے دو عظیم الشان آدمیوں کو وہاں بھیجا اس کی وجہ یہی تھی و کان ابوھما صالحًا یعنی ان لڑکوں کا باپ نیک کار مرد تھا ۔ باپ کی نیکی اور صلاحیت کیلئے خضرؑ اور موسےؑ جیسے اولوالعزم پیغمبر کو مزدور بنادیا ...... اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس شخص کا کیا درجہ ہوگا جس کے واسطے ہم نے ان کے خزانہ کی حفاظت کی کہ جب وہ بڑے ہوں تو پھر کسی طرح ان کے ہاتھ میں وہ خزانہ آجاوے۔ اللہ تعالیٰ کے ایسا فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن دو لڑکوں کیلئے حضرت خضرؑ نے تکلیف اٹھائی اصل میں وہ اچھے چال چلن کے ہونے والے نہیں تھے بلکہ غالباً وہ بدچلن اور خراب حالت رکھنے والے علمِ الٰہی میں تھے ۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے بباعث اپنی ستاری کی صفت کے ان کے چال چلن کو پوشیدہ رکھ

کر ان کے باپ کی صلاحیت ظاہر کر دی اور ان کی حالت کو جو اصل میں اچھی نہیں تھی کھول کر نہ سنایا اور ایک خویش کی وجہ سے دو بیگانوں پر رحم کر دیا۔

دیکھو کہاں یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے واسطے اس کی اولاد کا اس قدر خیال رکھا اور کہاں یہ کہ انسان غرق ہوتا چلا جاتا ہے ۔ خدا تعالیٰ کی پرواہ نہیں کرتا اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ سے ہر حال میں تعلق رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ان کو ضائع ہونے سے بچا لیتا ہے ۔"

(یہ واقعہ ملفوظات جلد سوئم صہ ۳۳۷، جلد پنجم صہ ۲۴۵، جلد ۶ صہ ۶۸ اور مکتوبات احمد جلد ۵ ح۲ صہ ۱۱۵ پر تفاصیل کے فرق سے درج ہے یہاں پر اس واقعے کی تفاصیل کو یکجا کر دیا گیا ہے)

دعا کی شرط!

" تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے کسی نے دعا کی خواہش کی ۔ بزرگ نے فرمایا کہ دودھ چاول لاؤ ۔ وہ شخص حیران ہوا ۔ آخر وہ لایا ۔ بزرگ نے دعا کی اور اس شخص کا کام ہو گیا ۔ آخر اسے بتلایا گیا کہ یہ صرف تعلق پیدا کرنے کیلئے تھا ۔ ایسا ہی باوا فرید صاحب کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک

شخص کا قبالہ گم ہوا ۔ اور وہ دعا کے لیے آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حلوہ کھلاؤ اور وہ قبالہ حلوائی کی دوکان سے مل گیا " (ملفوظات جلد نہم صہ۲۴)

دعاؤں کا ہتھیار

" کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ کسی ملک پر چڑھائی کرنے کے واسطے نکلا ۔ راستہ میں ایک فقیر نے اس کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہا کہ تم آگے مت بڑھو ورنہ میں تمہارے ساتھ لڑائی کروں گا۔ بادشاہ حیران ہوا اور اس سے پوچھا کہ تو ایک بے سرو سامان فقیر ہے تو کس طرح میرے ساتھ لڑائی کرے گا فقیر نے جواب دیا کہ میں صبح کی دعاؤں کے ہتھیار سے تمہارے مقابلہ میں جنگ کروں گا ۔ بادشاہ نے کہا میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا یہ کہہ کر وہ واپس چلا گیا " (ملفوظات جلد نہم صہ۲۷)

دعا میں درد

" اصولِ دعا میں یہ بات ہے کہ جب تک انسان کو کسی کے حالات کے ساتھ پورا تعلق نہ ہو تب تک وہ رقت اور درد اور توجہ نہیں ہو

سکتی جو دعا کے واسطے ضروری ہے ...... ایک صوفی کا ذکر ہے کہ وہ راستہ میں جاتا تھا کہ ایک لڑکا اس کے سامنے گر پڑا اور اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی صوفی کے دل میں درد پیدا ہوا اور اس جگہ خدا تعالیٰ کے آگے دعا کی ۔ اور عرض کی کہ اے خدا تو اس لڑکے کی ٹانگ کو درست کر دے ورنہ تو نے اس قصاب کے دل میں درد کیوں پیدا کیا " (ملفوظات جلد نہم صہ۴۹)

تعلق محبت کا ایک ذریعہ

کہتے ہیں کہ کوئی شخص شیخ نظام الدین صاحب ولی اللہ کے پاس اپنے ذاتی مطلب کیلئے دعا کرانے کے واسطے گیا تو انہوں نے فرمایا میرے واسطے دودھ چاول لے آ۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ عجیب ولی ہے ۔ میں اس کے پاس اپنا مطلب لے کر آیا ہوں تو اس نے میرے آگے اپنا ایک مطلب پیش کر دیا ہے مگر وہ چلا گیا اور دودھ چاول پکا کر لے آیا ۔ جب وہ کھا چکے تو انہوں نے اس کے واسطے دعا کی اور اس کی مشکل حل ہو گئی ۔ تب نظام الدین صاحب نے اس کو بتلایا کہ میں نے تجھ سے دودھ چاول اس واسطے مانگے تھے کہ جب تو دعا کرانے کے واسطے آیا تھا تو میرے واسطے بالکل اجنبی آدمی تھا اور میرے دل میں تیرے

واسطے کوئی ہمدردی کا ذریعہ نہ تھا اس واسطے تیرے ساتھ ایک تعلق محبت پیدا کرنے کے واسطے میں نے یہ بات سوچی تھی۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۵)

قبولیت دعا کا ایک طریق

"دعا میں بعض دفعہ قبولیت نہیں پائی جاتی تو ایسے وقت اس طرح سے بھی دعا قبول ہو جاتی ہے کہ ایک شخص بزرگ سے دعا منگوائیں اور خدا تعالیٰ سے دعا مانگیں کہ وہ اس مرد کی دعاؤں کو سنے ..... باوا غلام فرید ایک دفعہ بیمار ہوئے اور دعا کی مگر کچھ بھی فائدہ نظر نہ آیا تب آپ نے اپنے شاگرد کو جو نہایت ہی نیک مرد اور پارسا تھے (شاید شیخ نظام الدینؒ یا خواجہ قطب الدینؒ) دعا کے لیے فرمایا۔ انہوں نے بہت دعا کی مگر پھر بھی کچھ اثر نہ پایا گیا۔ یہ دیکھ کر انہوں نے ایک رات بہت دعا مانگی کہ اے میرے خدا اس شاگرد کو وہ درجہ عطا فرما کہ اس کی دعائیں قبولیت کا درجہ پائیں اور صبح کے وقت ان کو کہا کہ آج ہم نے تمہارے لیئے یہ دعا مانگی ہے۔ یہ سن کر شاگرد کے دل میں بہت ہی رقت پیدا ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ جب انہوں نے میرے لیے ایسی دعا کی ہے تو آؤ پہلے انہیں ہی شروع کر دو اور انہوں

اس قدر زور شور سے دعا مانگی کہ باوا غلام فرید کو شفاء ہو گئی۔"

(ملفوظات جلد نہم صفحہ ۲۳۴)

حصولِ ثواب کی تڑپ

عالمگیر کے زمانہ میں مسجد شاہی کو آگ لگ گئی تو لوگ دوڑے دوڑے بادشاہ سلامت کے پاس پہنچے اور عرض کی کہ مسجد کو تو آگ لگ گئی اس خبر کو سن کر وہ فوراً سجدہ میں گرا اور شکر کیا حاشیہ نشینوں نے تعجب سے پوچھا کہ حضور سلامت یہ کون سا وقت شکر گزاری کا ہے کہ خانہ خدا کو آگ لگ گئی ہے اور مسلمانوں کے دلوں کو سخت صدمہ پہنچا تو بادشاہ نے کہا میں مدت سے سوچتا تھا اور آہِ سرد بھرتا تھا کہ اتنی بڑی عظیم الشان مسجد جو بنی ہے اور اس عمارت کے ذریعہ سے ہزارہا مخلوقات کو فائدہ پہنچتا ہے کاش کوئی ایسی تجویز ہوتی کہ اس کارِ خیر میں کوئی میرا بھی حصہ ہوتا لیکن چاروں طرف سے میں اس کو ایسا مکمل اور بے نقص دیکھتا تھا کہ مجھے کچھ سوجھ نہ سکتا تھا کہ اس میں میرا ثواب کسی طرح ہو جائے سو آج خدا تعالیٰ نے میرے واسطے حصولِ ثواب کی ایک راہ نکال دی وَاللّٰهُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ (البقرہ: ۲۲۵) اور اللہ خوب سننے والا اور بہت جاننے والا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۸۷)

ریاء سے بچو

"میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس مرد سے بڑھ کر مردِ خدا نہ پاؤ گے جو نیکی کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ کسی پر ظاہر نہ ہو ۔ میں نے تذکرۃ الاولیا میں دیکھا ہے ایک بزرگ کی حکایت لکھی ہے کہ اسے کچھ ضرورت تھی اس نے وعظ کیا اور دوران وعظ میں بزرگ نے یہ بھی کہا کہ اس کو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے مجھے ایک دینی ضرورت پیش آگئی ہے مگر اس کے واسطے روپیہ نہیں ہے کوئی اس کی مدد کرے۔ ان کے وعظ اور ضرورت دینی کو دیکھ کر ایک بندہ خدا نے صالح سمجھ کر دس ہزار روپیہ اس کو دیا۔ اس بزرگ نے اٹھ کر روپیہ لے کر اس کی سخاوت اور فیاضی کی بڑی تعریف کی اور کہا کہ یہ شخص بڑا ثواب پائے گا۔ جب اس شخص نے ان باتوں کو سنا تو اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا کہ جب یہاں ہی تعریف ہوگئی تو شاید ثوابِ آخرت سے محرومیت ہو تو اٹھ کر چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آکر باآوازِ بلند اس نے کہا کہ مولوی صاحب اس روپے کے دینے میں مجھ سے بڑی غلطی ہوگئی ہے وہ مال میرا نہ تھا بلکہ اصل میں یہ مال میری والدہ کا ہے اور میں اس کا روپیہ خود بخود دینے کا مختار نہ تھا اور میں اس کی بے اجازت لے آیا تھا جو دینا نہیں چاہتی اب وہ مطالبہ کرتی ہے اس لیے وہ واپس دے دو

اس بزرگ نے تو اسے روپیہ دے دیا مگر لوگوں نے بڑی لعن طعن کی اور کہا کہ اس کی اپنی بدنیتی ہے معلوم ہوتا ہے پہلے وعظ سن کر جوش میں آگیا اور روپیہ دے دیا اب روپیہ کی محبت نے مجبور کیا تو یہ عذر بنا لیا ہے غرض وہ روپیہ لے کر چلا گیا۔ یا تو لوگ اس کی تعریف کرتے تھے اور یا اسی وقت اس کی مذمت شروع کر دی کہ بڑا بے وقوف ہے روپیہ لاتے سے اول کیوں نہ ماں سے دریافت کیا کسی نے کہا جھوٹا ہے روپے دے کر افسوس ہوا تو اب یہ بہانہ بنالیا وغیرہ وغیرہ اور وہ مجلس برخاست ہوئی مولوی صاحب بھی وعظ کر کے چلے گئے ۔ مگر جب وقت گزر گیا اور رات کی سنسان گھڑیاں تھیں تو رات کے دو بجے وہ شخص وہ روپیہ لے کر اس بزرگ کے مکان پر چپکے سے گیا اور آکر انہیں آواز دی وہ سوتے ہوئے تھے انہیں جگایا اور وہی دس ہزار روپیہ رکھ دیا اور عرض کی کہ حضور میں نے یہ روپیہ اللہ تعالیٰ کے واسطے دیا تھا۔ یہ روپیہ اس وقت اس لیے نہیں دیا تھا کہ آپ میری تعریف کریں۔ آپ نے برسرِعام میری تعریف کر کے مجھے محرومِ ثوابِ آخرت کیا میری تو نیت اور تھی اس لیے میں نے شیطان کے وسوسوں سے بچنے کی یہ تدبیر کی تھی اور بہانہ کیا تھا۔ اب یہ روپیہ آپ کا ہے لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں بس اب میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ مرنے تک اسکا ذکر نہ کریں کہ فلاں نے یہ دیا ہے ۔ یہ سن کر وہ بزرگ رو پڑے اس نے پوچھا آپ روئے کیوں؟

تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے رونا اس لیے آیا کہ تو نے ایسا اخفا کیا ہے کہ جب تک یہ لوگ رہیں گے تجھے لعن طعن کریں گے کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے روپیہ واپس دیدیا ان کو اس حقیقت کی کیا خبر اور تم کہتے ہو کہ میرا نام نہ لینا اس نے کہا مجھے یہ لعنتیں منظور ہیں مگر ریاء سے بچنا چاہتا ہوں غرض وہ چلا گیا اور آخر اللہ تعالیٰ نے اس امر کو ظاہر کر دیا جو شخص خدا تعالیٰ سے پوشیدہ طور پر صلح کر لیتا ہے خدا تعالیٰ اسے عزّت دیتا ہے

ایک متقی تو اپنے نفسِ امّارہ کے برخلاف جنگ کر کے اپنے خیال کو چھپاتا ہے اور خفیہ رکھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس خفیہ خیال کو ہمیشہ ظاہر کر دیتا ہے جیسا کہ بدمعاش کسی بدچلنی کا مرتکب ہو کر خفیہ رہنا چاہتا ہے اسی طرح ایک متقی چھپ کر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی دیکھ نہ لے سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے تقویٰ کے مراتب بہت ہیں لیکن بہر حال تقویٰ کیلئے تکلّف ہے اور متقی حالت جنگ میں ہے اور صالح اس جنگ سے باہر ہے جیسے کہ میں نے مثال کے طور پر اوپر ریاء کا ذکر کیا ہے جس سے متقی کو آٹھوں پہر جنگ ہے"

(یہ واقعہ ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۸۹، ۳۹۰، صفحہ ۳۳۵، ۳۳۶ اور جلد اول صفحہ ۲۲-۲۳ جلد دہم صفحہ ۴۰۹ میں مختلف تفاصیل سے درج ہے یہاں ان تمام تفاصیل کو یکجا کر دیا گیا ہے ۔ مرتب)

جب اللہ چاہے

خدا جب کسی کام کو کرانا ہی چاہتا ہے تو گردن سے پکڑ کر بھی کرا دیتا ہے ۔ اس کے منوانے کے عجیب عجیب رنگ ہیں ۔ چنانچہ ایک مسلمان بادشاہ کا ذکر ہے کہ اُس نے امام موسیٰ رضا کو کسی وجہ سے قید کر دیا ہوا تھا ۔ خدا کی قدرت ایک رات بادشاہ نے اپنے وزیر اعظم کو نصف رات کے وقت بلوایا اور نہایت سخت تاکید کی کہ جس حالت میں ہو اسی حالت میں آ جاؤ حتیٰ کہ لباس بدلنا بھی تم پر حرام ہے ۔ وزیر حکم پاتے ہی ننگے سر ننگے بدن مجبوراً حاضر ہوئے اور اس جلدی اور گھبراہٹ کا باعث دریافت کیا ۔ بادشاہ نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک حبشی آیا ہے اور اس گنڈاسے کی قسم کے ایک ہتھیار سے مجھے ڈرایا اور دھمکایا ہے اس کی شکل نہایت ہی پُرہیبت اور خوفناک ہے اس نے مجھے کہا ہے کہ امام موسیٰ کو ابھی چھوڑ دو ورنہ میں تمہیں ہلاک کر دوں گا ۔ اور اسے ایک ہزار اشرفی دے کر جہاں اس کا جی چاہے رہنے کی اجازت دو ۔ سو تم ابھی جاؤ اور امام موسیٰ رضا کو قید سے رہا کر دو ۔ چنانچہ وزیر اعظم قید خانے میں گئے اور قبل اس کے کہ وہ اپنا عندیہ ظاہر کرتے امام موسیٰ رضا

بولے کہ پہلے میرا خواب سن لو چنانچہ انہوں نے اپنا خواب یوں بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ تم آج ہی قبل اس کے کہ صبح ہو قید سے رہا کیے جاؤگے۔"

(ملفوظات جلد دہم صفحہ ۱۸۷)

چوروں قطب بنا یا ای

"تقویٰ کا رعب دوسروں پر بھی پڑتا ہے اور خدا تعالیٰ متقیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت سیّد عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے اکابر میں سے ہوئے ہیں ان کا نفس بڑا مطہر تھا ایک بار انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرا دل دنیا سے برداشتہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ کوئی پیشوا تلاش کروں جو مجھے سکینت اور اطمینان کی راہیں دکھلائے۔ والدہ نے جب دیکھا کہ یہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا۔ تو ان کی بات کو مان لیا اور کہا کہ اچھا میں تجھے رخصت کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر اندر گئی اور اسّی مہریں جو اس نے جمع کی ہوئی تھیں اٹھا لائی اور کہا کہ ان مہروں سے حصّہ شرعی کے موافق چالیس مہریں تیری ہیں اور چالیس تیرے بڑے بھائی کی۔ اس لیے چالیس مہریں تجھے بمعہ رسدی دیتی ہوں یہ کہہ کر وہ چالیس مہریں ان کی بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں اور کہا

کہ امن کی جگہ پہنچ کر نکال لینا اور عندالضرورت اپنے صرف میں لانا۔ سیّد عبدالقادرؒ صاحب نے اپنی والدہ سے عرض کی مجھے کوئی نصیحت فرمادیں۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ اس سے بڑی برکت ہوگی۔ اتنا سن کر حضرت سید عبدالقادرؒ جب گھر سے رخصت ہوئے تو پہلی منزل میں ایک جنگل میں سے ان کا گزر ہوا اتفاق ایسا ہوا کہ جس جنگل میں سے ہو کر آپ گزرے اس میں چوروں اور قزاقوں کا ایک بڑا قافلہ رہتا تھا۔ جہاں ان کو چوروں کا ایک گروہ ملا۔ دور سے سیّد عبدالقادر پر بھی ان کی نظر پڑی۔ قریب آئے تو انہوں نے ایک کمبل پوش فقیر سا دیکھا ایک نے ہنسی سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ آپؒ ابھی اپنی والدہ سے تازہ نصیحت سن کر آئے تھے کہ جھوٹ نہ بولنا۔ والدہ کی آخری نصیحت پر غور کیا اور فوراً جواب دیا کہ ہاں میرے پاس ۴۰ اشرفیاں ہیں جو میری بغل کے نیچے ہیں جو میری والدہ نے کیسہ کی طرح سی دی ہیں اس قزاق نے سمجھا کہ یہ ٹھٹھا کرتا ہے۔ دوسرے قزاق نے جب پوچھا تو اس کو بھی یہی جواب دیا الغرض ہر ایک چور کو یہی جواب دیا۔ وہ چور یہ سن کر حیران ہوئے کہ یہ فقیر کیا کہتا ہے۔ ایسا راستباز ہم نے کبھی نہیں دیکھا وہ آپؒ کو پکڑ کر اپنے سردار کے پاس لے گئے اور سارا قصّہ بیان کیا کہ بار بار یہی کہتا ہے۔ اس نے جب آپؒ سے سوال کیا تب بھی آپؒ نے وہی جواب دیا۔ امیر نے کہا۔ اچھا اس کا کپڑا دیکھو تو سہی جب تلاشی

لی گئی۔ آخر جب آپؒ کے پیراہن کے اس حصہ کو پھاڑ کر دیکھا گیا۔ تو واقعی چالیس مہریں برآمد ہوئیں وہ حیران ہوئے کہ یہ عجیب آدمی ہے ہم نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا اس پر ان کے سردار نے آپؒ سے دریافت کیا کہ یہ کیا وجہ ہے کہ تو نے اس طرح پر اپنے مال کا پتہ بتا دیا ہے؟ اس پر آپؒ نے اپنی والدہ صاحبہ کی نصیحت کا ذکر کر دیا کہ روانگی پر والدہ صاحبہ نے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا اور کہا کہ میں طلبِ دین کیلئے گھر سے نکلا ہوں۔ یہ پہلا امتحان تھا میں جھوٹ کیوں بولتا۔ اگر پہلی ہی منزل پر جھوٹ بولتا تو پھر کیا حاصل کر سکتا۔ اس لیے میں نے سچ کو نہیں چھوڑا۔ جب آپؒ نے یہ بیان فرمایا تو قزاقوں کا سردار چیخ مار کر رو پڑا اور آپؒ کے قدموں پر گر گیا اور کہا کہ آہ میں نے ایک بار بھی خدا تعالیٰ کا حکم نہ مانا۔ چوروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کلمہ اور اس شخص کی استقامت نے میرا تو کام تمام کر دیا ہے میں اب تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا۔ اور اپنے سابقہ گناہوں سے توبہ کی۔ اس کے کہنے کے ساتھ ہی باقی چوروں نے توبہ کر لی۔ کہتے ہیں کہ آپؒ کا سب سے پہلا مرید یہی شخص تھا۔ میں چوروں قطب بنایا ای اس واقعہ کو سمجھتا ہوں۔ الغرض سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے بیعت کرنے والے چور ہی تھے"

(یہ واقعہ ملفوظات جلد اول میں صفحہ ۷۹-۸۰ اور ۳۶۹-۳۷۰ تفاصیل کے فرق کیساتھ درج ہے۔ یہاں اس واقعہ کی تفاصیل کی یکجا کر دیا گیا ہے۔ مرتب)

بادشاہ کا دلجوئی کرنا

"ایک چھوٹی سی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک بادشاہ قرآن لکھا کرتا تھا۔ ایک ملّا نے کہا کہ یہ آیت غلط لکھی ہے۔ بادشاہ نے اس وقت اس آیت پر دائرہ کھینچ دیا کہ اس کو کاٹ دیا جائے گا جب وہ چلا گیا تو اس دائرہ کو کاٹ دیا جب بادشاہ سے پوچھا کہ ایسا کیوں کیا تو اس نے کہا کہ دراصل وہ غلطی پر تھا مگر میں نے اس وقت دائرہ کھینچ دیا کہ اس کی دلجوئی ہو جاوے دیکھو اس نے بادشاہ ہو کر ایک غریب ملّاں کا دل نہ دکھانا چاہا۔"

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۳۴۲)

بدظنی میں جلدی نہ کرو

انسان دوسرے شخص کی دل کی بات معلوم نہیں کر سکتا اور اس کے قلب کے مخفی گوشوں تک اس کی نظر نہیں پہنچ سکتی اس لیے دوسرے شخص کی نسبت جلدی سے کوئی رائے نہ لگائے بلکہ انتظار کرے۔ انسان ایک آدمی کو بدخیال کرتا ہے پھر آپ اس سے بدتر ہو جاتا ہے۔ کتابوں میں مَیں نے ایک قصہ پڑھا ہے کہ ایک بزرگ اہل اللہ تھے۔ انہوں نے ایک

دفعہ خدا تعالیٰ سے عہد کیا میں سب کو اپنے سے بہتر سمجھوں گا اور کسی کو اپنے سے کم تر خیال نہیں کروں گا۔ اپنے آپ کو کسی سے اچھا نہ سمجھوں گا۔ اپنے محبوب کو راضی کرنے کیلئے انسان ایسی تجویزیں سوچتے رہتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک دریا کے کنارے پہنچے دیکھا کہ ایک شخص ایک جواں سال عورت کے ساتھ کنارے پر بیٹھا روٹیاں کھا رہا ہے۔ ایک بوتل اس شخص کے ہاتھ میں تھی اس میں سے گلاس بھر بھر کر پی رہا ہے اور اس عورت کو پلاتا ہے ان کو دور سے دیکھ کر اس نے کہا کہ میں نے عہد تو کیا ہے کہ اپنے کو کسی سے اچھا نہ خیال کروں۔ اس نے بدظنی کی اور خیال کیا کہ ان دونوں سے تو میں اچھا ہی ہوں۔ اتنے میں زور سے ہوا چلی اور دریا میں طوفان آیا۔ ایک کشتی آ رہی تھی مع سواریوں کے ڈوب گئی۔ وہ مرد جو کہ عورت کے ساتھ روٹی کھا رہا تھا اٹھا اور غوطہ لگا کر چھ آدمیوں کو نکال لایا۔ اور ان کی جان بچ گئی۔ پھر اس نے بزرگ کو مخاطب کر کے کہا تم اپنے آپ کو مجھ سے اچھا خیال کرتے ہو میں نے تو چھ کی جان بچائی ہے اب ایک باقی ہے اسے تم نکالو یہ سن کر وہ بہت حیران ہوا اور اس سے پوچھا کہ تم نے یہ میرا ضمیر کیسے پڑھ لیا اور یہ معاملہ کیا ہے۔ تب اس جوان نے بتلایا۔ خدا نے مجھے تیرے امتحان کیلئے بھیجا تھا اور تیرے دل کے ارادہ سے مجھے اطلاع دی۔ اس بوتل میں اس دریا کا پانی ہے شراب نہیں ہے اور یہ عورت میری ماں ہے اور میں ایک ہی اس کی اولاد ہوں۔ قویٰ اس کے بڑے مضبوط ہیں اس لیے

جوان نظر آتی ہے۔ خدا نے مجھے مامور کیا تھا کہ میں اسی طرح کروں تاکہ تجھے سبق حاصل ہو۔

غرض انسان دوسرے کی نسبت جلد رائے نہ لگائے سوءِ ظن جلدی کرنا اچھا نہیں ہوتا۔"

(یہ واقعہ ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۴۸-۲۴۹ اور ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۶۵-۲۶۶ پر تفاصیل کے فرق کے ساتھ درج ہے۔ یہاں اس واقعہ کی تفاصیل کو یکجا کر دیا گیا ہے۔ مرتب)

معرفت الٰہی

"سیر میں لکھا ہے کہ ابوالحسن خرقانی کے پاس ایک شخص آیا۔ راستہ میں شیر ملا۔ اور کہا کہ اللہ کے واسطے پیچھا چھوڑ دے۔ شیر نے حملہ کیا۔ اور جب کہا کہ ابوالحسن کے واسطے چھوڑ دے تو اس نے چھوڑ دیا۔ شخص مذکورہ کے ایمان میں اس حالت نے سیاہی سی پیدا کر دی۔ اور اس نے سفر ترک کر دیا۔ واپس آ کر یہ عقدہ پیش کیا۔ اس کو ابوالحسن نے جواب دیا کہ یہ بات مشکل نہیں اللہ کے نام سے تو واقف نہ تھا۔ اللہ کی سچی ہیبت اور جلال تیرے دل میں نہ تھا اور مجھ سے تو واقف تھا اسلئے میری قدر تیرے دل میں تھی۔ پس اللہ کے لفظ میں بڑی بڑی برکات اور خوبیاں ہیں بشرطیکہ کوئی اس کو اپنے دل میں جگہ دے

اور اس کی ماہیت پر کان دھرے" (ملفوظات جلد اوّل صہ ۱۰۲)

استقامت

" جو لوگ بے صبری کرتے ہیں وہ شیطان کے قبضہ میں آجاتے ہیں۔ سو متقی کو بے صبری کے ساتھ بھی جنگ ہے۔ بوستان میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب کبھی وہ عبادت کرتا تو ہاتف یہی آواز دیتا کہ تو مردود و مخذول ہے ایک دفعہ ایک مرید نے یہ آواز سن لی اور کہا کہ اب تو فیصلہ ہو گیا۔ اب ٹکریں مارنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ وہ بہت رویا اور کہا کہ میں اس جناب کو چھوڑ کر کہاں جاؤں گا۔ اگر ملعون ہوں تو ملعون ہی سہی۔ غنیمت ہے کہ مجھ کو ملعون تو کہا جاتا ہے۔ ابھی یہ باتیں مرید سے ہو رہی تھیں کہ آواز آئی کہ تُو مقبول ہے۔ سو یہ سب صدق و صبر کا نتیجہ تھا جو متقی میں ہونا شرط ہے"

(ملفوظات جلد اوّل صہ ۲۴)

نام کتاب : واقعاتِ شیریں
مصنف : حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
بانی سلسلہ احمدیہ
مرتبہ و ناشر : مرزا خلیل احمد قمر دار النصر غربی ربوہ
کتابت : محمود انور بی اے
مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ
قیمت : چار روپے